”میراجی“

بقول سر سہیل ”میرا جی کو سمجھنے کے لئے انسان کو میراجی بننا پڑتا ہے۔“

ترقی پسند تحریک کے زور و شور کے زمانے میں 1939 میں حلقۂ ارباب ذوق کا قیام عمل میں آیا۔ مجموعی طور پر حلقہ ترقی پسند تحریک کا ردعمل تو نہ تھا لیکن دونوں کے ادبی رویے مختلف تھے۔ حلقہ کے لوگ عصری شعور رکھتے تھے لیکن وہ ادب میں یک رنگی کے قائل نہ تھے۔ ضرور وہ انسان کو اس کی کلیت کے حوالے سے دیکھنا اور سمجھنا چاہتے تھے۔ اسی طرح ادب کے مطالعے سے بھی وہ کسی مخصوص نقطہ نظر تک محدود نہ تھے۔ حلقہ اربابِ ذوق کے شاعروں کی اصل شناخت ان کی نظم نگاری ہے۔ ان حضرات نے قدیم روایت سے انحراف کرتے ہوئے نظم کے مروجہ تصور میں بھی تبدیلی پیدا کی جو ان کے نظریہ شعر سے پوری طرح ہم آہنگ تھی۔ ١٩٣٦ء کے آس پاس شعری موضوعات کی تبدیلی کے ساتھ ساتھ نظم کی ہیت میں بھی تبدیلی واقع ہوئی اس دوران آزاد نظم کی ہئیت کو مقبولیت ملی۔ حلقہ کے شاعروں نے اس ہئیت کو کچھ اس طرح برتا کہ اسے تحریک کی حیثیت حاصل ہوگئی۔ ن م راشد اور تصدق حسین خالد کو آزاد نظم کا بانی کہا جاتا ہے۔ لیکن آزاد نظم میں ایک بہت ہی مقبول نام ”میراجی“ کا بھی ہے۔

میراجی، جن کا اصل نام محمد ثنا اللہ تھا۔ منشی محمد مہتاب الدین کے ہاں ٢٥ مئی ١٩١٢ء کو لاہور میں پیدا ہوئے۔ پہلے ”ساحری“ تخلص کرتے تھے۔ لیکن ایک بنگالی لڑکی ”میرا سین“ کے یک طرفہ عشق میں گرفتار ہو کر ”میراجی“ تخلص اختیار کر لیا۔ میراجی کی ذات سے ایسے واقعات وابستہ ہیں کہ ان کی ذات عام آدمی کے لئے ایک افسانہ بن کر رہ گئی ہے۔ اُن کا حلیہ اور ان کی حرکات و سکنات ایسی تھیں کہ یوں معلوم ہوتا تھا انہوں نے سلسلہ ملامتیہ میں بیعت کر لی ہے۔ لمبے لمبے بال، بڑی بڑی مونچھیں، گلے میں مالا، شیروانی، پھٹی ہوئی، اوپر نیچے بیک وقت تین پتلونیں، اوپر کی جب میلی ہوگئی تو نیچے کی اوپر اور اوپر کی نیچے بدل جاتی۔ شیروانی کی دونوں جیبوں میں بہت کچھ ہوتا۔ کاغذوں اور بیاضوں کا پلندہ بغل میں دابے بڑی سڑک پر پھرتا تھا اور چلتے ہوئے ہمیشہ ناک کی سیدھ میں دیکھتا تھا۔ وہ اپنے گھر اپنے محلے اور اپنی سوسائٹی کے ماحول کو دیکھ دیکھ کر کڑھتا تھا اس نے عہد کر رکھا تھا کہ وہ اپنے لئے شعر کہے گا۔ صرف ٣٧ سال کی عمر میں ٣ نومبر 1949ءکو مر گئے۔ اس مختصر سی عمر میں میراجی کی تصانیف میں ”مشرق و مغرب کے نغمے“ ”اس نظم میں“ ”نگار خانہ“ ”خیمے کے آس پاس“ شامل ہیں۔ جبکہ میراجی کی نظمیں، گیت ہی گیت، پابند نظمیں اور تین رنگ بھی شاعری کے مجموعے ہیں، آئیے میراجی کی شاعری کی فکری اور فنی خصوصیات کا جائزہ لیتے ہیں،

مغربی شعراء کا اثر:۔

میراجی فرانس کے ایک آوارہ شاعر ”چارلس بودلئیر“ سے بہت متاثر تھے۔ بودلئیر کو دوستوں دشمن بنانے میں یدطولیٰ رکھتا تھا۔ میراجی بھی ان سے کم نہ تھے۔ ”مشرق و مغرب کے نغمے“ میں میراجی نے بودلئیر کے بارے میں لکھا ہے کہ اس نے کئی نظمیں اپنی ذات کے لئے لکھی ہیں۔ میراجی کی ابتدائی دور کی شاعری اپنی ذات کے لئے ہے۔ بودلیئر کے بارے میں میراجی نے یہ بھی لکھا ہے کہ وہ لاشعور کا شاعر تھا وہ نئے احساسات، نئے لہجے، نئے انداز بیاں اور نئی زبان کا شاعر تھا۔ یہی کام میراجی نے بھی کیا

اس کے علاوہ وہ امریکہ کے تخیل پرست شاعر ”ایڈ گر ایلن پو“ سے بہت زیادہ متاثر ہیں۔ اُس کی بیوی اُس کے لئے ایک ایسا سایہ بن جاتی ہے جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا اور میراجی کے ہاں بھی ”سایہ“ کی علامت بار بار آتی ہے۔ ”پو“ عورت کے بجائے عورت کے تصور کی پوجا کرتا تھا۔ میراجی کی شاعری کے بارے میں نقادوں نے لکھا ہے کہ میراجی کو تصور سے پیار ہے۔ تصور میراجی کا آدرش ہے۔ منظر بھی منظر بن کر نہیں تصور بن کر ان کی شاعری میں آتا ہے۔

وشنو مت یا ہندو مت کا اثر:۔

میراجی کی نظموں میں وشنو مت کے بہت زیادہ اثرات ہیں۔ وشنو بھگتی تحریک دراصل قدیم ہندوستان کے تہذیبی ابال کی ایک صورت تھی۔ جو براہمنوں کی اجارہ داری کے مقابلے میں ذات پات کو ختم کرنے کے رجحان، آریاؤں کے خاص مذہبی روایات کے مقابلے میں زمین کی زرخیزی سے متعلق دیوتاؤں اور اوتاروں کی تخلیق اور سنسکرت کے مقابلے میں دیس کی اپنی بولیوں کے احیاء میں ڈھل کر نمودار ہوئی اور دیکھتے ہی دیکھتے سارے ہندوستان نے اسے قبول کر لیا۔

تـ لـسی اور کـ بـیر ، نـ ندراماکـ یـ ترقی خوب نے اس مـیں ہـ ند شمالـ ی راو ہوئـ ی شروع سے دکـ ن تـ حریـ ک یـ ہ
ہوتـ ی پـ وجاکـ ی سـ یـ تا اور رام پـ ہـ لے سے تـ حریـ ک اس چڑھایـ ا۔ پـ روان کـ و تـ حریـ ک اس کـ ی بـ ھـ گـ تی نے داس
کـ ہ دی۔جو جـ گہ اُسے مـ یں شاعری اپـ نی اور کـ ی شروع پـ وجاکـ ی رادھا اور کـ ر شن نے لـ وگـ وں ان لـ یـ کن تـ ھی۔
ہے۔ داسـ تان کـ ی معاشـ قے نـ اجائـ ز ایـ ک

ان ہـ یں۔ اہم زیـ ادہ پـ ہـ لو دو کـ ے تـ حریـ ک بـ ھـ گـ تی ویـ شنو مـ یں سـ لـ سـ لے کـ ے مطالـ عہ کـ ے نـ ظموں کـ ی مـ یراجی
بـ یاہـ تا ایـ ک رادھا اور تـ ھا چرواہا ایـ ک کـ ر شن ہے۔ مـ تـ علـ ق سے محـ بت کـ ی رادھا اور کـ ر شن تـ و ایـ ک مـ یں
محـ بت کـ ی مـ فارقـ ت اور دوری اور فـ راق زیـ ادہ کـ ہـ یں سے سـ نجوک اور مـ لن محـ بت کـ ی ان اور تـ ھی شہزادی
کـ ا “ مدھر ”جسے تـ ھا ہوتـ ا نـ مایـ اں زیـ ادہ پـ ہـ لو وہ کـ ا کـ ہانـ ی وہاں تـ ھے آتـ ے سمے کـ ے مـ لن جہاں پـ ھرتـ ھی۔
اجاگـ ر کـ و شدت اور پـ ن والـ ہانـ ہ کـ ے محـ بت جـ نـ سی نـ اجائـ ز کـ ی عورت اور مرد دراصل جو اور ہے گـ یا دیـ ا نـ ام
بـ ارے کـ ے علامـ توں علامـ توں جـ نـ سی نے اس اور ہے مـ تـ علـ ق سے “ شو” اور “ کـ الـ ی” پـ ہـ لو ہے۔دوسرا کـ رتـ ا
بـ ڑی پـ ہـ لو جـ نـ سی مـ یں تـ صورات کـ ے تـ حریـ ک بـ ھـ گـ تی مت ہے۔ویـ شنو دیـ ا سـ اتـ ھ خوب کـ ا جی مـ یرا مـ یں
دراصل دھن کـ ی کـ رنے نـ مایـ اں کـ و پـ ہـ لو جـ نـ سی مـ یں نـ ظموں کـ ی مـ یراجی اور ہے۔ ہوا اجاگـ ر سـ اتـ ھ کـ ے شدت
ہے۔ نـ تـ یجہ کـ ا اثـ رات ان کـ ے تـ حریـ ک بـ ھـ گـ تی ویـ شنو

:- حوالـ ہ جـ نـ سی

مرد دراصل جو ہے نـ تـ یجہ کـ ا اثـ رات ان کـ ے تـ حریـ ک بـ ھـ گـ تی و شنو پـ ہـ لو جـ نـ سی مـ یں ی شاعر کـ ی مـ یراجی
ملاپ جـ نـ سی مـ یں “ مدھر” ہے۔ کـ رتـ ا اجاگـ ر کـ و شدت اور پـ ن والـ ہانـ ہ کـ ے محـ بت جـ نـ سی نـ اجائـ ز کـ ی عورت اور
لازمی ایـ ک کـ ا ہـ ندومت پـ وجاکـ ی علاقـ وں جـ نـ سی سے حوالـ ے کـ ے شو اور کـ الـ ی ہے۔ ہوتـ ی عـ کـ اسی پـ وری کـ ی
”، “ حرامی” ہے۔ سـ کـ تا جاکـ یا محـ سوس مـ یں شاعری کـ ی مـ یراجی کـ و رجحانـ ات دونـ وں ان لـ ہـ ذا ہے۔ حـ صہ
نـ ظموں کـ ئی علاوہ کـ ے “ نـ زدیـ ک دور” اور “ خلاکـ ا عدم” ، “ نـ ظم ایـ ک” ، “ کـ نـ ارا دور” ، “ عورت دوسری
نـ ظم اپـ نی وہ نـ ہـ یں کـ مزوری مـ کـ مل کـ ی اُن ہے۔عورت مـ لـ تا موضوع کـ ا تـ عـ لـ قات جـ نـ سی ، روی آزادہ جـ نـ سی مـ یں
کـ رتـ لاش مـ یں صورت کـ ی “ لـ ذتـ ی خود” راسـ تہ اور ایـ ک کـ ا بـ چنے سے محرومی مـ یں “ نـ فـ سی خود”
ہـ یں۔ لـ یـ تے

اضطراب جو ہے سـ اتـ ھ مـ یں جوانـ ی
علاج کـ ا اس کـ وئـ ی نـ ہـ یں
عورت ایـ ک مـ گر
بـ اب کـ ے وسـ یـ لوں پـ ر مجھ نـ ہ جب کـ ھـ لے
تـ اج کـ ا چاہت نـ ہ جب مـ لے
مـ یں کـ روں کـ یا پـ ھرتـ و

روش کـ ی سراہـ نے کـ ے اس اور تـ عـ لـ قات جـ نـ سی نـ اجائـ ز نـ مو، کـ و پـ ہـ لو جـ نـ سی مـ یں محـ بت کـ ی دمر اور عورت
کـ ے تـ عـ لـ قات جـ نـ سی نـ اجائـ ز نے شاعر مـ یں “ حرامی ”نـ ظم کـ ی مـ یراجی مثلاً ہے۔ عام مـ یں نـ ظموں کـ ی مـ یراجی
قطعاً کـ و ردعمل سماجی عام مـ یں ضمن کـ ے محـ بت نـ اجائـ ز نے مـ یراجی دیـ ا ہے۔ قـ رار حاصل کـ ا زنـ دگـ ی کـ و ثـ مر
ہے۔ دیـ ا کـ ر انـ داز نـ ظر

سـ کـ ے نـ ہ چھپ چھ پائـ ے بـ ھـ ید جو مـ یں بـ ھـ یدوں پـ رانـ ے کـ ے قـ درت
ہے رکـ ھوالـ ی تـ و کـ ی بـ ھـ ید اس
سـ کـ ی نـ ہ کـ ر اپـ نا مـ یں جگ اس کـ و سہارے کـ ے جـ یون اپـ نے
ہے والـ ی بـ نانـ ے نـ قش وہ گـ ا آئـ ے دن کـ وئـ ی ہے یـ ہ

گـ اجائـ وں چلا ہوں مـ سافـ ر مانـ دہ تـ ھـ کـ ا مـ یں
دو کـ رنـ ے بـ سر کـ و مجھ تـ م مـ یں راہ گـ ھڑی اک

:- تصوّر
جالـ بی جمـ یل ڈاکـ ٹر بـ قول
” عورت زیـ ادہ سے عورت انـ ہـ یں۔ ہے مـ لـ تا تـ صور کـ ا چـ یزوں بـ لـ کہ نـ ہـ یں چـ یزیـ ں مـ یں شاعری کـ ی مـ یراجی
“ہے۔ آڈ ا مـ یں ی شاعر کـ ی ان کـ ر بـ ن تـ صور بـ لـ کہ نـ ہـ یں کـ ر بـ ن مـ نظر بـ ھی مـ نظر ہے۔ عزیـ ز تـ صور کـ ا

میراجی کی بدنام زمانہ نظم "لب جوئبارے" میں اس کی ایک مثال ملاحظہ ہو،

ایک ہی پل کے لئے بیٹھ کے پھر اُٹھ بیٹھی
آنکھ نے صرف یہ دیکھا کہ نشست بدلتی ہے
پھر بصارت کو نہ تھی تاب کہ وہ دیکھ سکے کیسے تلوار چلی سے کے زمیں کا سینہ
ایک لمحے کے لئے چشمے کی ند ماند بنا

میراجی کو اشیا سے زیادہ ان کے تصور عزیز تھے خود میراسین بھی ایک تصور ہی ہے۔ بہت سے
نقاد میراسین کو میراجی کی نظموں کا لاشعوری موڑ قرار دیتے ہیں۔ لیکن میراسین کا وجود میراجی
کے ہاں ایک شعوری وجود سے زیادہ کچھ نہیں۔ تصور سے بھرپور نظمیں ہمیں میراجی کے ہاں ملتی
ہیں۔ جن میں "دکھ دل کا دارو" "سنجوگ"، "ایک عورت"، "اجنبی انجان عورت"، "لب جوئبارے"،
"افتاد"، "محبت"، "دھوکہ"، شامل ہیں

سفید بازو گداز اتنے
زباں تصور میں حظ اُٹھائے
اور انگلیاں بڑھا کے چھونا چاہیں مگر انہیں برق ایسی لہریں
سمٹتی مٹھی کی شکل دے دیں

ماضی پرستی:-

میراجی ماضی پرست انسان ہیں۔ وہ ٹھوس حقائق سے آنکھیں بند کرکے دیومالائی عہد میں زندہ رہنا
چاہتا ہے۔ مگر یہ رائے مکمل طور پر درست بھی نہیں ہے۔ کیونکہ اندھیرے اور اجالے کے تضاد اور
تصادم کو جو احساس عام ذہن کے لئے قابلِ قبول سچائی ہے۔ اس سے میراجی گریز نہیں کرتے.
میراجی کے ہاں یہ دونوں ایک دوسرے کے لئے لازم و ملزم کی حیثیت اختیار کر لیتے ہیں۔ اس
لئے کہ میراجی ماضی پرست ہونے کے ساتھ ساتھ جدید خیالات، اور احساس کا بھی خیرمقدم
کرتا ہے۔
جہاں میں اور بھی تھے سمجھتے تم سے بڑھ کے کہیں
جو اجنبی تھے جنہیں اجنبی ہی رہنا تھا

دوری:-

میراجی ہر چیز کو دور کی نظر سے دیکھنے کے عادی ہو گئے تھے۔ یہاں تک کہ انہوں نے اپنی
محبوبہ میراسین کو بھی اس نے اتنی دور سے دیکھا کہ اس کا کوئی واضح نقش اس کی نظم میں
نہیں ابھر سکا۔ اُس نے میراسین کو ماضی کی دھندلکوں میں دھکیل دیا۔ اور پھر وہ کہیں رادھا بنی،
کہیں بادل، کہیں دریا، کہیں ندی۔
میراجی کو دوری ہی میں حسن نظر آتا ہے۔ اس دوری نے ہجر کے کرب ناک لمحوں کو بھی جنم دیا جو کہ
ناقابل برداشت تھے لیکن ایسا خال خال ہی ہوا ہے۔ بیشتر جگہوں پر دوری کے احساس کو کرلے
میراجی نے خوبصورت شعری پیکر تراشے ہیں۔ جن کی کوئی مثال اردو شاعری میں نظر نہیں آتی۔

خارجیت:-

میراجی کو لوگ داخلیت ذدہ شاعر مانتے ہیں لیکن اُن کی پوری شاعری سمندر، پہاڑ، نیلا گہرا سمان،
پھولوں کی سیج، کاجل کی لکیر، ستاروں اور سورج چاند، جگنوں، تالابوں، ندیاں بل کھاتی
سرسراتے ملبوس اور بدن کا لہو کی آگ کی شاعری ہے۔ میراجی کی نظموں کا منظر نامہ اتنا پھیلا ہوا
اور متنوع ہے کہ اس پر داخلیت پسندی کا گزر ہی نہیں ہو سکتا۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ انہوں نے اس

پر میراجی ہے۔ کیا بیان اور دیکھا سے حوالے کے ذات اپنی کو کینوس وسیع اور نامے منظر خارجی
تک تھا کی نظموں کی میراجی جو ہیں لگاتے لوگ وہ الزامات کے ذہنیت بیمار اور پسندی داخلیت
کم بہت میں شاعروں اردو وہ ہے ملتا توازن جو کو خارج اور داخل ہاں کے میراجی ورنہ سکے۔ پہنچ نہیں
ہے

دور کچھ سامنے یوں
ہے کھڑا چاپ چپ
پربت کا آکاش
کی اُس پہ چوٹی اور
مندر کا سوریہ ہے

پسندی اذّیت:-

کوشی اذیت پہلو اہم ایک کا تحریک بھگتی لہٰذا تھے متاثر سے تحریک بھگتی چونکہ میراجی ایک میں پسندی اذیت اس ہے۔ واضح بڑا رجحان کا پسندی اذیت میں نظموں کی میراجی لہٰذا ہے۔ بھی بعد کے ملاپ کے بھر لمحہ میں محبت کی کرشن اور رادھا خود ہے۔ مفارقت اور دوری میں محبت پہلو ۔ہے دیتا کر چند دو کو شدت کی لمحات کے ملن والے آنے جو ہے آتا وقفہ کا مفارقت طویل ایک ہے۔ گیا کیا بیان سے عمدگی بہت کی کیفیت اس کی مفارقت اور دوری میں نظموں کی میراجی

ہیں دور ہی دور میں ایک تو ایک
رہی ہوتی بات ہر دور ہی دور تک آج
نہیں بھی کچھ اور گا جائے گزر یونہی دور ہی دور

ابہام:-

اظہار کے تصورات باغیانہ اپنے نے میراجی جس ہے۔ جڑا ہوا مسئلہ کا ابہام ہی ساتھ کے جنسیت کہ ہے لکھا جگہ ایک خود نے میراجی تھا۔ کیا استعمال پر طور کے ڈھال ایک لئے کے
“ہے۔ حیثیت جنسی کی ان پہلو نمایاں کا نظموں میری ’ ”
کو سطح جمالیاتی ہی کر چھپ میں پردوں کے ابہام جنس کہ رہے واضح بات یہ میں بارے کے جنس کی اخلاقیات مروجہ کرنا بات کی جنس وقت اس تو کیا آغاز کا شاعری جب نے میراجی۔ ہے سکتی چھو محبوب نشین پردہ کہ تھا مذکر لئے اس محبوب میں شاعری اردو تھا۔ فعل ناپسندیدہ ایک پر سطح ملارمے اور شعراء بودلیئر کے مغرب وجہ کی ابہام ہاں کے میراجی جائے۔ رکھا خیال پورا کا پردہ کے ہیں۔ لکھتے جگہ ایک علی ہے۔ ضمیر بھی تقلید کی
سے اہمیت فنی کی ابہام اسے نے ملارمے۔ تھا موڑ اہم کا شخصیت ادبی کی میراجی اثر کا ملارمے ”
“کیا۔ سروشناس

بیدار تھے ہوئے کان مجھ بھی اب ہے دیا
صدا کی تڑپنے آئی جب سے پتوں خشک
شائد سایہ کا تلوار اُسی تھا رہا پڑتا تھی اُٹھی چمک لہر اک ہر کی دامن اور
سے خانے نہاں میں پل اک آئی نکل جو

نگاری علامت:-

ساتھ کے قدروں جمالیاتی اعلیٰ اپنی یہ تو جائیں دیئے کر بیان توں کے جوں اگر مسائل جنسی ۔ہیں رہے گھومتے گرد کے داشتہ جنسی اسی بیشتر میراجی چونکہ۔ سکتے کھپ نہیں میں شعر کے ہی علامتوں وہ بلکہ تھی آتی زبان کی علامتوں انہیں تھا۔ ضروری اشد سہارا کا علامت لئے اس تھے۔ شاعر
علامت کی جذبہ جنسی ہاں کے میراجی علامت کی رات ہے۔ علامت کی محبت میں نظموں کی میراجی چاند کے سائے کے رات یعنی۔ ہے علامت کی زندگی جنسی غیر علامت کی دن میں مقابلے کے اس ہے۔ ہوتی۔ نہیں حاصل تسکین حقیقی سے جنس اسے ہے۔ ہوتا پیدا سایہ کا دن پر مقابلہ

نہیں سایہ کوئی میں اندھیرے پھیلے کے رات
کی صدیوں کئی کی، صدیوں ہے بات اک رات
ہوگی کی جنم پچھلے کسی یا

استعمال اسے نے انہوں میں دھوکا نظم ایک اپنی ہے۔ محبوب بہت کو میراجی بھی علامت سمندرکی
نظم۔ جائے رہ کر ہو شخصی جو ہے جذبہ جنسی وہ کنواں جبکہ ہے۔ جذبہ شخصی غیر سمندر کیا ہے۔
وہ بعد کے تجربے جنسی صحیح مگر ہے سمجھتی کنواں کو خود جو ہے عورت ایسی ایک موضوع کا
ہے۔ جاتی بن سمندر
مثال کی ستاروں ہم ہیں رہے سمجھ غلط کو خیال کے کائنات اتھاہ

بحر ہے یہ نہیں کنواں اک کائنات ہ اتھا

کے اس۔ ہے علامت کی کثرت بجائے کی وحدت جنگل ہے کی جنگل علامت اور ایک ہاں کے میراجی
ایک سورج ہاں کے میراجی لیکن ہےں۔ علامتیں جنسی بھی روزن اور ساڑھی ہاں کے میراجی علاوہ
ہے۔ لکھتا وہ میں " صبح آمد" ہے۔ رقیب
ہے اُٹھا جاگ اب پر سیج اپنی بھی سورج لو وہ
آیا دن اور رات گئی

.:نگاری کردار

کی افسانے یا ڈرامے ایک کہ جو ہیں کرتے تخلیق کو کرداروں اوقات بعض میں نظموں اپنی میراجی
سے اول پر نظم اثر کا کرداروں ان ہیں۔ جاتے بن حصہ کا نظم اس اور ہیں بڑھتے آگے کردار یہ طرح
سے حوالے اس " نغمہ کا لرک" ہے۔ آجاتا انداز سا کا ہانی بالکل اندر کے نظموں ہے۔ ہوتا تک آخر
۔ ہے نظم نمائندہ کا اس
ہیں رنگ انوکھے کے دنیا
ہے والی گھر میں گھر اس ہے رہتا سامنے میرے جو

ہے خالی وہ، مکاں ہے کا منزل ایک میں پہلو دائیں اور
ہے داشتہ ایک ہاں کے جس ہے عیاش اک جانب بائیں اور
نہیں ہی تو بس لیکن ہوں بھی میں اک میں سب ان اور

.:اسلوب

جو ہے پہچان بڑی سے سب کی انفرادیت کی ان اور ہے خصوصیت نمایاں کی شاعری کی میراجی ابہام
انہیں رنگ اصل کا اُن کرتا ہے۔ کام کا پردے لطیف ایک لئے کے نگاری عریاں بات کی ان کہ
بھی نظمیں ایسی نے میراجی لیکن ہے۔ پیچیدگی لطیف کی بیان میں جن ہے آتی نظر میں نظموں
کہ ہے یہ وجہ کی اس نغمہ کا لرک پر طور کے ہے مثال مبہم غیر اور واضح انداز بیان کا جن ہیں کہی
ہے۔، جنسی غیر موضوع کا نظم اس

ہوں سوتا میں اور ہے جاتی گزر میں سپنوں میری رات سب
ہے آتی دیوی کی صبح پھر
ہوں دھوتا منہ ہوں اُٹھتا سے بستر اپنے
روٹی ڈبل جو کل تھا لایا
تھی کھائی آدھی سے میں اس
ہے۔ ناشتہ کا آج میرا وہ بچی جو باقی

میراجی میں پیش کش کی مناظر ان ہیں۔ ہوتی حامل کی مناظر یات صاویر نظمیں اکثر کی میراجی
کے واقعے کسی یا تخاطب یا کلامی خود جبکہ ہیں۔ اُٹھاتے فائدہ پورا پورا کا تکنیک کی ڈرامے
دیتے دے موڑ نیا ایک کو نظم کر بدل منظر یک یکا اور ہیں ابھارتے کو تاثر ایک ذریعے کے بیان
کے ناوج، امیجری کی میراجی پر موقع ایسے ہے۔ ہوتا میں شکل کی بیک فلش تر زیادہ جو ہیں۔
چاہتا جی کو دینے داد اختیار بے کہ ہے ہوتی دلکش اتنی ہے۔ خصوصیت نمایاں ایک کی اسلوب
ہے۔

پربت یہ دریا اور راستے ہوئے بہتے یہ جنگل یہ بستی یہ
عمارت اونچی کوئی ہوئی آتی میں نگاہوں اچانک
مجاور صورت کی مسلسل مرگ اور مقبرے ہوئے اجڑے یہ
بچے ننھے ہوئے ہنستے یہ
مسافر اندھا کوئی ہوا مرتا اٹکراکے سے گاڑی یہ

جن ہیں ستائل اہم تین کے اسلوب کے ان اُ ہے جاتا پایا اسلوب ذدہ ہندی اور فارسی ہاں کے میراجی
کی میراجی کلیات توجائے کیا مطالعہ بغور اگر لیکن ہیں۔ شامل ستائل اردو اور فارسی، ہندی میں
ہے غالب ستائل ہندی پر نظموں ابتدائی

گا؟ بہلائے اسے کون کا ارادھا ہوا چین بے دل
گا جائے دیکھا تو اب، ہونی تھی بات کی جمنا تٹ
گا آئے پر سر بھی جو رادھا و رنگ کی سہے چپکی
گا سمجھائے کو دنیا رہتی پہیلی شیام اودھو

وہ وہاں ہے اپنا تا انداز فلسفیانہ میراجی جہاں کا ہے۔ فارسی ستائل اسلوبی اور ایک کا میراجی
ہیں۔ لیتے مدد زیادہ بہت سے فارسی

ابدِ روح گیا جان تجھے میں
نہیں بھی کچھ سوا کے تمازت کی تصورتو
مرقد سنگیں کا خوف لئے کے ظاہر چشم
نہیں بھی کچھ سوا کے حقیقت کی دل مرے اور
نہیں بھی کچھ سوا کے محبت میں دل مرے اور

اس کے آبگینے" ہیں جاتے پائے اثرات سے بہت بھی کے "ستائل اردو" پر نظموں کی میراجی
نمائندہ نمائندہ کی ستائل اسی وغیرہ یگانگت۔ "آتا ہے یاد گھر مجھے" "کنارا دور" شام ایک پار
ہیں۔ نظمیں

ہے نہیں برائی کوئی میں زمانے
ہے رواں جھولا کا تسلسل اک فقط
ہوں رہا کہہ میں یہ

:-جائزہ مجموعی

سے شعراء میں گو نظم اردو ہے۔ یکتا اور منفرد حیثیت کی میراجی ہے۔ تعلق کا نظم اردو تک جہاں
ایسے سے زمین اور شغف، وابستگی جذباتی کی قسم اس سے موضوع اپنے نے کسی ہی شائد
میراجی میں لفظوں دوسرے ہے۔ آتا نظر ہاں کے میراجی کی جیسا پہنچایا ابہم ثبوت کا لگاؤ گہرے
، خوشبو کی زمین میں اس لئے اسی اور کیا۔ حاصل خون سے بھومی جنم اپنی کی اس نے شاعری کی
پھر ہے۔ باعث کے رحجان اسی کے اس تک حد بڑی عظمت کی میراجی ہے۔ نمایاں رنگ اور حرارت
بڑے سے میراجی شعراء نے گو نظم سے بہت والے آنے بعد کے میراجی کہ ہے یہ بات کی دیکھنے
کے بیان اور انداز خاص کے سوچنے اشاروں، علامتوں کی اس اور ہیں کئے قبول اثرات واضح

نظموں کی میراجی نے جس علم طالب وہ کا نظم اردو چناںچہ ہے۔ رکھا نظر پیش کو پیرائے مخصوص
کر دہی نشان کی اثرات کے میراجی ہاں شعراءکے گو نظم جدید سے آسانی بڑی ہے۔ کیا مطالعہ کا
ذائقے نئے ایک اور مزاج نئے ایک کو نظم اردو تحت کے رجحان خاص نے میراجی دراصل ہے۔ سکتا
دیا کر موڑ رخ کا دھارے کے نظم اور ۔کیا آشنا سے